سوال نمبر 2 جز (I) **مکتب**

مکتب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی لکھنے کی جگہ اور لکھنے کی میز کے ہیں۔ مکتب کا لفظ عموماً ابتدائی تعلیم کے ایسے مدارس کے لیے استعمال ہوتا تھا جہاں طلبہ کو لکھنا فارسی سکھایا جاتا تھا۔ عموماً ایسے مکاتب معلم کے گھر یا مکاتب میں قائم کیے جاتے تھے۔ مکتب میں جو استاد طلبہ کو پڑھاتے تھے ان کو **معلم** کہتے تھے۔

Q. No. 2 Part (I) **مدارس**

مدارس مدرسہ کی جمع ہے جس کے معنی درس کے ہیں اور درس کے معنی سبق کے ہیں یعنی درس یا سبق پڑھنے کی جگہ۔ مدارس اسلامی ادارے کہلاتے تھے جہاں طلبہ کو سائنس اور فلسفے کے علاوہ مختلف زبانیں بھی سکھائی جاتی تھی۔ مدارس کی ضرورت مکتب کی تعلیم کے بعد پیش آتی تھی۔ مدارس کے استاد کو **مدرس** کہتے تھے۔ عموماً مسجدوں سے ملحق مختلف جگہوں پر قائم کیے جاتے تھے۔

سوال نمبر 2 جز (II) **سارجنٹ رپورٹ کے اہم نکات:**

Q. No. 2 Part (II)

1. چودہ برس تک کی عمر کے تمام بچوں کے لیے تعلیم لازمی اور مفت کی گئی۔
2. چھ برس کی عمر کے تمام بچوں کو سرکاری مدارس میں تربیت یافتہ اساتذہ کی نگرانی میں نرسری کلاسیں کھولی جائیں گی۔
3. سات سے گیارہ سال کی عمر کے بچوں کو دی جانے والی تعلیم کا نام پرائمری تعلیم رکھا گیا۔
4. گیارہ سے سولہ سال کی عمر کے بچوں کو ہائی اسکول کی تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا۔
5. ٹیکنیکل اور تجارتی تعلیم کا انتظام کرنا بھی سکیم کا حصہ بنایا گیا۔
6. سکیم میں بچوں کی عملی تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا گیا۔

Q. No. 2 Part (III) سوال نمبر 2 جز (III)

مانٹیسوری سسٹم:-

اس سسٹم کا نفاذ برصغیر کے مسلمانوں کے مدارس میں تھا۔ اس سسٹم تحت اعلیٰ درجے کا طالب علم اپنی زمانہ طالب علمی میں ہی اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کو چھوٹی جماعت کے طلبہ کو پڑھاتے اور سبق کی ذمہ داری بھی ان پر عائد ہوتی تھی۔ اس طریقے سے معلم کو فائدہ ہوا۔ اس طریقے سے استاد کو تدریسی فرائض کی ادائیگی میں آسانی ہوتی تھی۔ وہ طلبہ جو پڑھنے کے ساتھ ساتھ پڑھاتے بھی تھے وہ بھی اذکرتے ان میں انتظامی صلاحیتیں پروان چڑھتی تھی اور ان کی قابلیت میں بھی اضافہ ہوتا تھا۔ مولانا شبلی کے مطابق اس زمانے میں نامور علماء کا یہ دستور تھا کہ جب وہ سبق دے چکتے تو شاگردوں میں جو لائق ہوتا دوبارہ وہی درس دیتا تھا۔

Q. No. 2 Part (IV) سوال نمبر 2 جز (IV)

درس نظامی کی خصوصیات

1. درس نظامی کے نصاب میں فلسفہ اور منطق کی نسبت قرآن مجید پر توجہ کم تھی۔
2. تاریخ اور مختلف فنون حسنہ اہم مضامین کو درس نظامی کے نصاب میں شامل نہ کیا گیا۔
3. درس نظامی کے نصاب میں صرف و نحو کی کتابیں شامل کی گئیں تھیں۔
4. درس نظامی کے نصاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس سے قوت مطالعہ قوی ہو جاتا ہے۔
5. درس نظامی کے نصاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں معلومات کی وسعت کی بجائے فہم و تدبر اور سوچ و بچار پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ گویا اس میں فہم و تدبر اور سوچ و بچار پر زور دے کر اس کی اہمیت بتائی گئی۔

Q. No. 2 Part (v) سوال نمبر 2 جز (v)

برطانوی نظام تعلیم کے تحت ہندوستان میں تاریخ کا مضمون:-

برطانوی نظام تعلیم کے تحت ہندوستان کے تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی تاریخ کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا تھا۔ مسلمان حکمرانوں کے دور کی اچھی باتوں کو بھی غلط انداز میں بیان کیا گیا۔ واقعات کی کڑی کو انگریزی نقطہ نظر سے کی گئی۔ پورے اور حقیقی تاریخ اس طرح پڑھائی جاتی تھی کہ طلبہ کم تری اور احساس کم تری کا شکار ہو جائیں اور وہ انگریزوں کی آمد کو ہندوستان میں مہذب قوم کے طور پر تصور کرنا شروع کر دیں۔ خصوصاً ہندوؤں کو مسلمانوں سے متنفر کرنے کے لیے تاریخی واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔

Q. No. 2 Part (vi) سوال نمبر 2 جز (vi)

پہلی تعلیم کانفرنس 1947ء میں قائداعظم کے خطاب کے اہم نکات:-

1. تعلیم بحیثیت ایک آزاد اور مسلم نظریہ حیات کے قائل قوم نے اپنے نظام تعلیم کو اپنی تاریخ و ثقافت اور دنیا کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔
2. دنیا میں وقوع پذیر ہونے والی نئی تعلیمی ترقیوں پر نظر رکھنا چاہیے۔
3. تعلیم صرف کتابی اور نظری علوم کے حصول کا نام نہیں بلکہ عملی، سائنسی اور فنی علوم پر توجہ دینی چاہیے۔
4. تعلیم کے ذریعے نئی نسل کے کردار کی اس انداز میں تربیت کرنا کہ ان میں احساس ذمہ داری، عزت نفس، ایثار و قربانی اور قومی خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔
5. تعلیم کے ذریعے زندگی کے مختلف شعبوں میں ماہر، تعلیم یافتہ افراد کو آگے لانا تاکہ پاکستان ترقی کر سکے۔

Q. No. 2 Part (vii) سوال نمبر 2 جز (vii) تعلیم نسواں کی کمی کی وجوہات

1. **آبادی میں اضافہ:-** آبادی میں تیز رفتاری سے ہونے والے اضافے کی وجہ سے حکومتوں کو تعلیمی سہولیات مہیا کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔
2. **تعلیمی اداروں کی کمی اور دوری:-** خواتین کی آبادی کی تناسب سے تعلیمی اداروں کی کمی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اور ثانوی تعلیم کے ادارے دور ہیں جس سے خواتین کی تعلیم متاثر ہوتی ہے۔
3. **مخلوط تعلیم:-** بیشتر والدین مخلوط تعلیم کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے بھی والدین اپنی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے سے گریز کرتے ہیں۔
4. **غیر موزوں نصاب:-** والدین اور سماج ان تعلیم کو عورتوں کی مشغول ضروریات اور ذمہ داریوں کے مطابق نہیں دیتا کہ زور دینے میں کیونکہ ایسا نصاب نہیں دیا جاتا اس لیے خواتین کی تعلیم کو ضروری خیال نہیں کرتے۔
5. **قدامت پسندی:-** زیادہ تر خواتین کی تعلیم کو بے سود کا خیال تصور کرتے ہیں۔

Q. No. 2 Part (viii) سوال نمبر 2 جز (viii) "فروغ تعلیم کے لیے پروگرام" کے اقدامات:-

1. 1992ء کی تعلیمی پالیسی میں فروغ تعلیم کے پروگرام کی غرض سے 33 نئے گرلز پرائمری سکولز اور 8 ڈگری کالجوں کا آغاز کیا گیا۔
2. سیکنڈری اسکولز کی تعداد 19,000 سے بڑھا کر 48,487 اور کالجوں کی تعداد بڑھا کر 535 سے 935 کر دیا گیا۔
3. یونیورسٹیوں کی تعداد 23 سے 43 کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔
4. یونیورسٹیوں میں جو 20 نئی تھی ان میں سے 16 نئی شعبہ جات قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔
5. نئی شعبہ کو تعلیمی عمل میں شریک کرنے کے لیے بھی نئی اقدامات کیے گئے تاکہ تعلیمی اداروں کا بوجھ کسی حد تک حکومت پر سے ختم کیا جا سکے۔

Q. No. 2 Part (ix) سوال نمبر 2 جز (ix)

نظم و ضبط:-

نظم و ضبط سے مراد وہ اصول اور قواعد و ضوابط ہیں جن کے مطابق ہر فرد اپنی مرضی کو تابع کرتا ہے۔ نظم و ضبط کو تعلیمی اداروں میں اہم مقام حاصل ہے۔ اس کی کمی سے تعلیمی عمل سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کیے جا سکتے۔

تعلیمی اداروں میں طلبہ کی مندرجہ ذیل سرگرمیاں نظم و ضبط کے فقدان کی نشان دہی کرتی ہیں:-

1. طلبہ کا کلاسوں سے بلا وجہ غیر حاضر رہنا
2. طلبہ کا کلاسوں سے لاتعلقی کا اظہار کرنا
3. طلبہ کا احتجاجی جلوس اور غیر قانونی اجلاس منعقد کرنا
4. طلبہ کا سیاسی گروہ بندیوں کا حصہ بننا
5. اساتذہ اور نصاب سے غیر شائستہ سلوک کرنا
6. امتحانی مراکز میں ہنگامہ آرائی کرنا

Q. No. 2 Part (x) سوال نمبر 2 جز (x)

یونیورسٹی کی تعلیم:-

اعلیٰ ثانوی تعلیم کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ یونیورسٹی کی تعلیم میں طالب علم کے لیے بے شمار مضامین ہوتے ہیں اور وہ اپنی رجحان کے مطابق ان کا انتخاب کرتا ہے۔ ان میں میڈیکل، انجینئرنگ، زراعت، تجارت وغیرہ کے علوم شامل ہیں۔ ہر صوبے کا گورنر اس صوبے میں قائم ہونے والی یونیورسٹیوں کا چانسلر ہوتا ہے۔ صوبائی محکمہ تعلیم کا سربراہ وزیر تعلیم اپنے عہدے کے اعتبار سے پرو چانسلر ہوتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں صوبائی محکمہ تعلیم کو یونیورسٹیوں میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ تو یونیورسٹیوں کے تمام معاملات اور فیصلے ناظم یا سیکرٹری کے اختیار میں ہیں۔ یونیورسٹیوں کی تعلیمی اور انتظامی معاملات کا ذمہ وائس چانسلر ہے۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 1) امام غزالی (1058 - 1111ء) سوال نمبر 3 (صفحہ 1)

تعارف:-

آپ کا نام امام محمد الغزالی کے طور پر مشہور ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اور بنیادی استاد دیے۔ مکمل تعلیم کی جستجو میں آپ بھی آپ کا لوہا مانتے ہیں۔ آپ نے تعلیم مدرسہ نظامیہ بغداد سے حاصل کی۔ بعد میں آپ نظامیہ بغداد کے صدر بھی رہے۔ جو اس زمانے میں بڑے بڑے الاقوامی اہمیت کا حامل تھا۔ آپ کی کئی کتب دنیا کے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ آپ کی اہم تصانیف میں **کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم** شامل ہیں۔ امام غزالی 1058ء میں سنہ 10 کو ہوئے اور آپ کی وفات 1111ء میں ہوئی۔ آپ نے علوم کو دو **"علوم محمود"** اور **"علوم مذموم"** کا تقسیم کیا۔ آپ کے نزدیک وہ علوم جو انسان کے لیے ضروری اور لازمی ہیں اپنے قرآن و حدیث، فقہ اور پیشوں وغیرہ کا علم یعنی لازمی ہیں۔ وہ علوم جن میں انسان کے لیے نقصان دہ ہیں کوئی بھی اپنا مقصود ہو ان کو **"علوم مذموم"** کہتے ہیں۔ امام غزالی معرفت الٰہی کو تعلیم کا بنیادی مقصد قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک معرفت انسان معرفت الٰہی کا درجہ حاصل کرتا ہے تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رضا کے مطابق ڈھال لیں۔ امام غزالی کے نزدیک پیغمبروں کو وہ علم وحی کی صورت میں ملتا ہے وہی سچا اور حقیقی علم ہوتا ہے۔ اس لیے انبیاء کرام کی تمام احکامات پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 2) امام غزالی کے تدریسی طریقے (سوال نمبر 3 (صفحہ 2)

امام غزالی نے جو تدریسی طریقے پیش کیے ہیں وہ نفسیاتی بنیادوں پر مبنی ہیں۔ امام غزالی کے تدریسی طریقے درج ذیل ہیں:

1. طلبہ کے رجحانات کے مطابق تعلیم دینا:-

امام غزالی کے نزدیک تعلیم کو طلبہ کے رجحانات کے مطابق دینا چاہیے۔ دورانِ تدریس معلم پر لازم ہے کہ وہ طلبہ کے طبعی رجحانات کا پتا لگائے اور مکمل توجہ کو مدنظر رکھے۔

2. ذہنی استعداد کے مطابق تعلیم:-

امام غزالی تعلیم عمل میں بچوں کی ذہنی استعداد کو مدنظر رکھنے پر زور دیتے ہیں۔ آپ اساتذہ کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں کہ وہ دورانِ تدریس طلبہ کی ذہنی استعداد کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تعلیم دیں۔

3. تدریس میں تدریج:-

امام غزالی تدریس میں تدریج کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ آپ کے بقول تدریس میں مشکل مواد تعلیم کو رفتہ رفتہ اور مرحلہ وار انداز میں پیش کرنا چاہیے۔ آپ مغربی مفکرین کے برعکس ذہنی نشوونما پر زور دیتے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں جو نفسیاتی طریقہ ہائے تدریس بیان کیے ہیں ان سے واضح تفصیل ملتی ہے۔ نفسیاتی تقاضوں کو مدنظر رکھے بغیر دی گئی تعلیم سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 3) سوال نمبر 3 (صفحہ 3)

4. سابقہ معلومات کی مدد سے تعلیم دینا:-

امام غزالی اساتذہ کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں کہ وہ نئے سبق کو بچوں کی سابقہ معلومات سے مربوط کریں اور بچوں کو اپنے نئے سے حاصل شدہ تعلیمی تجربات کی روشنی میں نئی معلومات فراہم کریں۔

5. عمل کے ساتھ مشروط کر کے تعلیم دینا:-

امام غزالی کے نزدیک تعلیم کا مطلوبہ نتیجہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتے جب تک اسے عمل کے ساتھ مشروط نہ کیا جائے یعنی جو علم حاصل کیا جائے اس پر مکمل طور پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

6. طلبہ کے لیے سبق کو آسان بنانا:-

امام غزالی کے نزدیک کوئی بھی تدریسی طریقہ پیش کیے جانے سے پہلے اس کو مدنظر رکھنا استاد طلبہ کے لیے سبق کو آسان بنا سکتے ہیں سبق کو آسان بنانے کے لیے کہانیوں، قصے اور حکایات کی بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

7. اسباق کی تیاری:-

امام غزالی کے نزدیک کوئی بھی معلم اسباق کی تیاری کے بغیر کبھی بھی اچھا معلم نہیں بن سکتا اس لیے یہ ضروری ہے کہ جو سبق طلبہ کو پڑھانے جا رہا ہو اس سبق کی اچھی طرح تیاری کرے۔

(Section C)

Q. No. 4 (Page 1) قومی تعلیمی پالیسی 1979 سوال نمبر 4 (صفحہ 1)

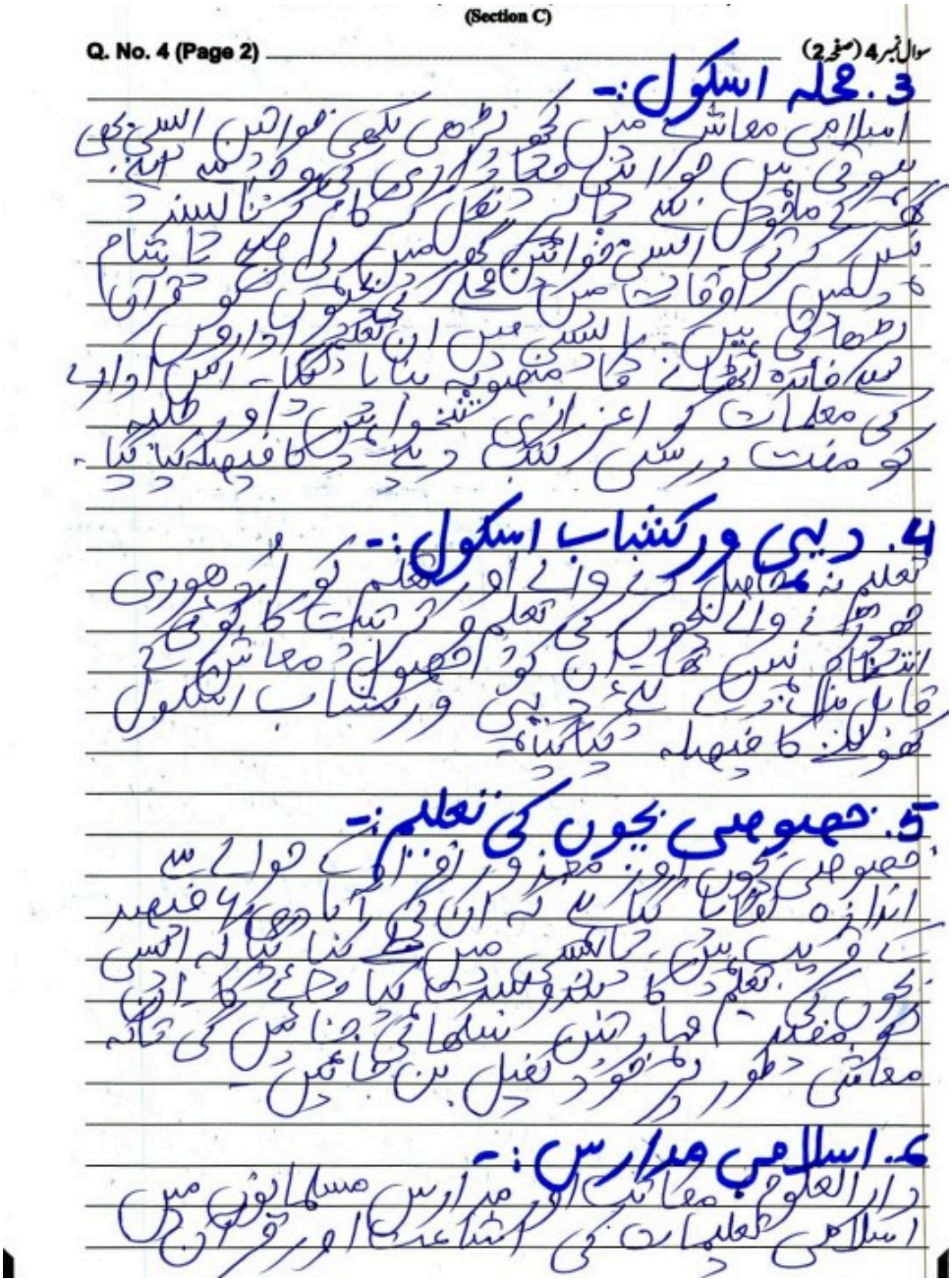
1977ء میں جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی ملک کی تعلیمی حالت کا جائزہ لینے کے لیے ایک کانفرنس بلائی۔ وسیع پیمانے پر تعلیم اور متعلقہ شعبوں کے ماہرین جمع کرنے کا انتظام کیا گیا تاکہ نئی تعلیمی پالیسی مرتب کی جا سکے۔ مذاکرات کئی ہفتے جاری رہے اور بالآخر تعلیمی پالیسی 1979ء میں نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ اس پالیسی کی اہم خدوخال درج ذیل ہیں:

1. یکساں ابتدائی تعلیم:

1979ء کی تعلیمی پالیسی کے مطابق ہی فیصلے اسکولوں میں تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا۔ جبکہ 47 فیصد بچے اسکول جا رہے ہیں۔ طے کیا گیا کہ 1987ء سے 1992ء تک تمام لڑکیوں کو اسکول میں داخل کرنے کا بندوبست کیا جائے گا۔ اس کے لیے پانچ سالوں میں تیرہ ہزار نئے ابتدائی اسکول کھولنے کا پروگرام بنایا گیا۔

2. مساجد اسکول:

مساجد اور ان کے ملحقہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے 1979ء کی تعلیمی پالیسی میں طے کیا گیا کہ مساجد میں بچوں کے دو گھنٹے کی اضافی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسرے مضامین کی تدریس بھی شروع کی جائے۔ اس کے لیے ایک تربیت یافتہ استاد کا تقرر عمل میں لایا جائے گا۔ ابتدا میں پانچ ہزار مساجد اسکول کھولنے کا پروگرام بنایا گیا۔



(Section C)

Q. No. 4 (Page 2) سوال نمبر 4 (صفحہ 2)

3. محلہ اسکول:-

اسلامی معاشرے میں کچھ پڑھی لکھی خواتین ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنی خداداد صلاحیتوں کو دنیا کے مفاد کے لئے استعمال کرنا پسند کرتی ہیں ایسی خواتین گھر میں ہی رہ کر اپنا شام دن میں اوقات میں محلے کے بچوں کو قرآن پڑھاتی ہیں۔ ایسی میں ان تعلیمی اداروں نے فائدہ اٹھانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس ادارے کی معلمات کو اعزازی تنخواہیں دے کر طلبہ کو مفت درسی کتب دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

4. دیہی ورکنشاپ اسکول:-

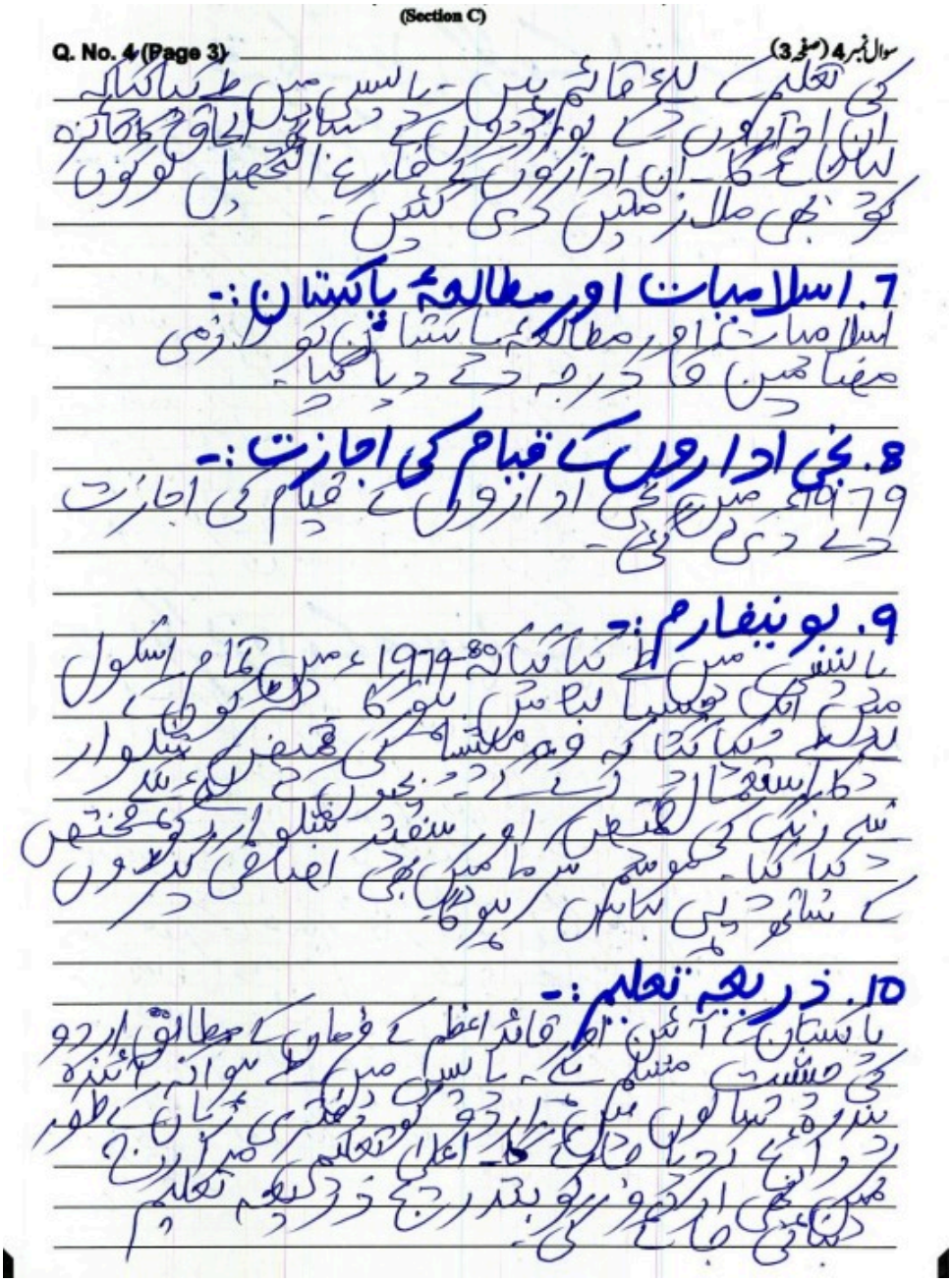
تعلیم حاصل کرنے والے اور تعلیم کو ادھوری چھوڑنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ان کو اچھول معاشرے کا قابل بنانے کے لئے دیہی ورکشاپ اسکول کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔

5. خصوصی بچوں کی تعلیم:-

خصوصی بچوں کے معذور افراد کے حوالے سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان کی آبادی 6 فیصد کے قریب ہیں۔ حالیہ میں طے کیا گیا کہ ایسی بچوں کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے گا۔ ان بچوں کو مہارتیں سکھائی جائیں گی تاکہ معاشی طور پر خود کفیل بن جائیں۔

6. اسلامی مدارس:-

دارالعلوم معاشرے کا مدارس مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور قرآن



(Section C)

Q. No. 4 (Page 3) سوال نمبر 4 (صفحہ 3)

کی تعلیم کے لئے قائم ہیں۔ پالیسی میں طے کیا گیا کہ ان اداروں کے گریجویٹس کے لئے سکالرشپ کا اجراء کیا جائے گا۔ ان اداروں کے فارغ التحصیل لوگوں کو بھی ملازمتیں دی گئیں۔

7. اسلامیات اور مطالعہ پاکستان:-

اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو لازمی مضامین کا درجہ دے دیا گیا۔

8. نجی اداروں کے قیام کی اجازت:-

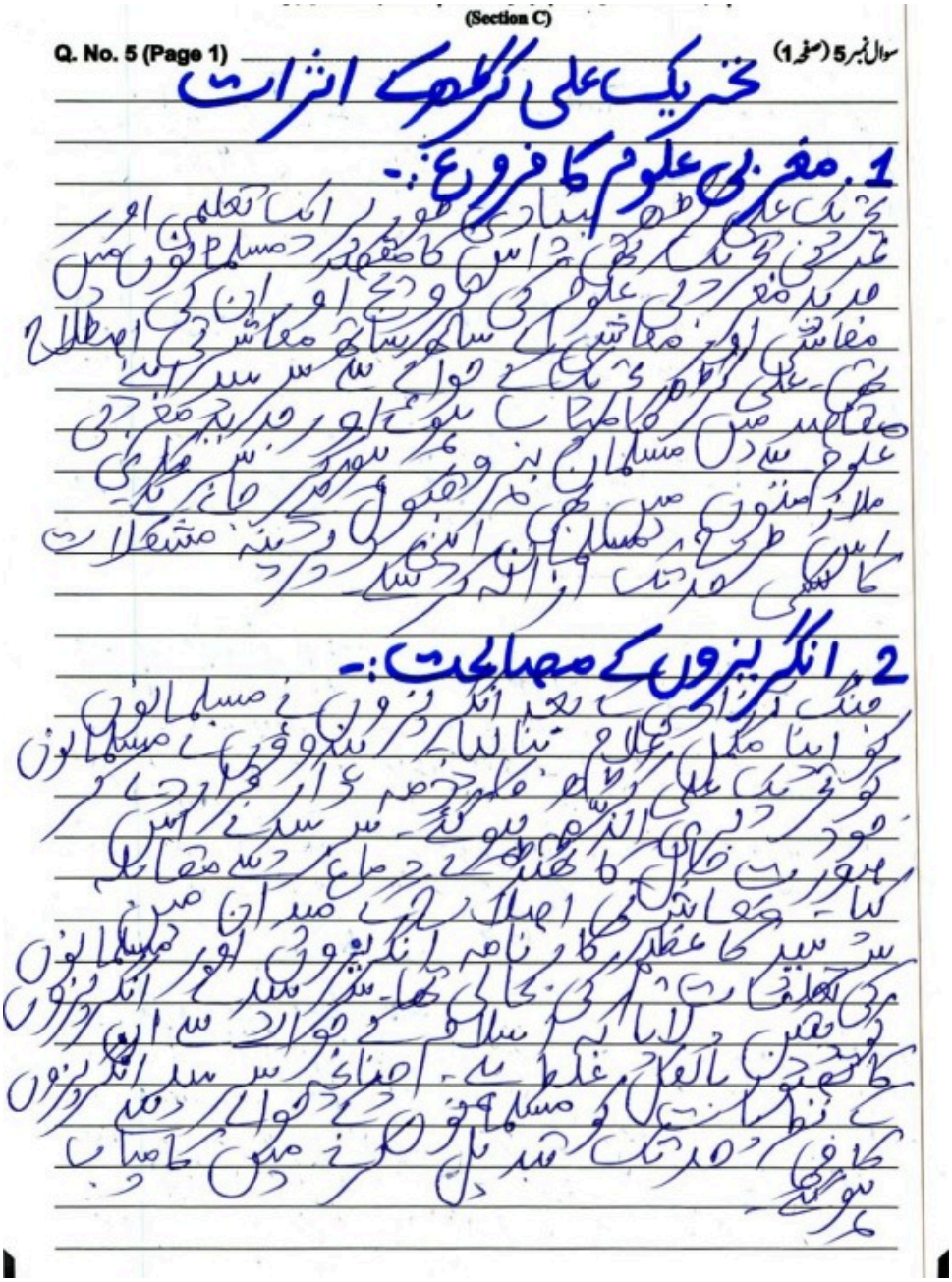
1979ء میں نجی اداروں کے قیام کی اجازت دے دی گئی۔

9. یونیفارم:-

پالیسی میں طے کیا گیا کہ 1979-80ء میں تمام اسکول میں ایک جیسا لباس یونیفارم کو لاگو کیا جائے گا۔ فیصلہ کیا گیا کہ قومی لباس شلوار قمیض کو استعمال کرتے ہوئے بچوں کے لئے سفید شلوار قمیض کی قمیض اور سفید شلوار کو مختص کیا گیا۔ گرمیوں میں بھی اضافی کپڑوں کے ساتھ یہی یونیفارم ہوگا۔

10. ذریعہ تعلیم:-

پاکستان کے آئین 1973ء قائداعظم کے فرمان کے مطابق اردو کی حمایت کی گئی۔ پالیسی میں طے ہوا کہ آئندہ پندرہ سالوں میں تمام تعلیمی اداروں کو اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے گا۔ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں انگریزی کو بھی ذریعہ تعلیم کے طور پر رکھا جائے گا۔



(Section C)

Q. No. 5 (Page 1) سوال نمبر 5 (صفحہ 1)

تحریک علی گڑھ کے اثرات

1. مغربی علوم کا فروغ:-

تحریک علی گڑھ بنیادی طور پر ایک تعلیمی اور
تحریک تھی جس کا مقصد مسلمانوں میں
جدید مغربی علوم کی ترویج اور ان کی
مفاشی اور معاشرتی مسائل
تھی۔ علی گڑھ تحریک کے قیام سے سرسید اپنے
مقاصد میں کامیاب ہوئے اور جدید مغربی
علوم سے دور مسلمان بہرہ ور ہو کر
ملازمتوں میں اپنا
اس طرح مسلمانوں کے
کافی حد تک ازالہ کر دیا۔

2. انگریزوں کے مصالحت:-

جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں
کو اپنا مکمل طور پر دشمن
کو تحریک علی گڑھ کے ذریعے
خود دور ہو گئے۔ سرسید نے اس
کیا۔ معاشی اصلاح
سرسید کا مقصد نامہ انگریزوں اور مسلمانوں
کی غلط فہمیاں دور کرنا تھا۔ سرسید نے انگریزوں
کو یقین دلایا کہ مسلمانوں کے جوابات سے ان
کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ چنانچہ سرسید انگریزوں
کے نظریات کو مسلمانوں کے سامنے
کافی حد تک تبدیل
ہو گئے۔

(Section C)

Q. No. 5 (Page 2) سوال نمبر 5 (صفحہ 2)

3. مسلم اتحاد:-

4. تحریکِ پاکستان کا قلعہ:-

(Section C)

Q. No. 5 (Page 3) سوال نمبر 5 (صفحہ 3)

یعنی برصغیر اپنی دو قوموں میں بٹ گیا
برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں
علی گڑھ کالج نے اہم کردار ادا کیا اور
کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

5. مسلمانوں کی خوشحالی :-

تحریک علی گڑھ شروع ہونے کی ایک وجہ
مسلمانوں کی معاشی بدحالی بھی تھا۔ تعلیم حاصل
نہ کرنے کی وجہ سے مسلمان معاشی طور پر کمزور تھے
ملازمتوں سے محروم ہو چکے تھے۔ تحریک
علی گڑھ نے ان حالات کا مقابلہ کامیابی سے
کیا اور مسلمانوں کو جدید مغربی علوم سے
روشناس کرا کر سرکاری ملازمتوں کے حصول
میں کامیاب ہو گئے اور یوں مسلمانوں کو
پھر سے سرکاری ملازمتیں ملنے لگیں۔
اس کے ساتھ ساتھ مسلمان مختلف کاروبار
کو چلانے کے قابل بھی ہو گئے۔ سرکاری ملازمتوں
میں مسلمانوں کا کوٹہ بھی مخصوص کیا گیا جس
سے معاشی طور پر مسلمان کافی مضبوط
مستحکم ہوئے۔

6. جدید قیادت :-

تحریک علی گڑھ نے مسلمانوں کو جدید قیادت
فراہم کی۔ وہ سب مشن جو پہلے انجمن کا
کام تھا مسلمانوں میں سیاسی شعور نظر سے
جو انقلاب آیا وہ اسی تحریک کا
ہی مرہون منت ہے۔